فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۶۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: رسول اللہ ﷺ کے نسب نامہ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا معتبر اور متفق نسب نامہ وہ ہے، جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے:

''محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصی بن کلاب بن مُرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نضر بن کِنانہ بن خزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان۔''

(صحيح البخاري، قبل الحديث :3851)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

نِسْبَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحِيحَةٌ إِلٰى عَدْنَانَ، وَمَا وَرَاءَ عَدْنَانَ فَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ يُّعْتَمَدُ عَلَيْهِ .

''رسول اللہ ﷺ کا نسب عدنان تک صحیح ثابت ہے، اس سے آگے کوئی قابل اعتماد ثبوت نہیں۔'' (السّيرة النُّبَوِيّة، ص 39، دلائل النُّبُوّة للبيهقي :179/1)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''ماہرین انساب، مؤرخین اور دیگر علما کو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا نسب نامہ محمد بن عبد اللہ۔۔۔ ہے۔ عدنان تک کسی نے بھی

اختلاف نہیں کیا۔‘‘(الاستيعاب في مَعرِفة الأصحاب :133/1)

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِلٰى هُنَا إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ، وَأَمَّا مَا بَعْدَهٗ إِلٰى آدَمَ فَيَخْتَلِفُ فِيهِ أَشَدَّ اخْتِلَافٍ، قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَلَا يَصِحُّ فِيهِ شَيْءٌ يُعْتَمَدُ.

’’عدنان تک امت کا اجماع ہے۔لیکن جو اس سے آگے آدم علیہ السلام تک نسب نامہ بیان کیا جاتا ہے، اس میں شدید اختلاف ہے۔علما کہتے ہیں: اس میں کوئی قابل اعتماد چیز ثابت نہیں۔‘‘(تهذيب الأسماء واللّغات :21/1)

حافظ مزی رحمہ اللہ (۷۴۲ھ) فرماتے ہیں:

إِلٰى هُنَا أَجْمَعَ أَهْلُ النَّسَبِ، وَمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ، فَفِيهِ اخْتِلَافٌ كَبِيرٌ جِدًّا.

’’عدنان تک اہل نسب کا اجماع ہے، اس سے آگے شدید اختلاف ہے۔‘‘

(تهذيب الكمال :174/1)

شیخ الاسلام ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

إِلٰى هَاهُنَا مَعْلُومُ الصِّحَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ النَّسَّابِينَ، وَلَا خِلَافَ فِيهِ الْبَتَّةَ، وَمَا فَوْقَ عَدْنَانَ مُخْتَلَفٌ فِيهِ.

’’عدنان تک نسب نامہ صحیح ثابت ہے، اس پر ماہرین انساب کا اتفاق ہے، قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔البتہ عدنان سے اوپر نسب میں اختلاف ہے۔‘‘

(زاد المَعاد في هَدي خير العِباد :70/1)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا مَرِيَّةَ فِيهِ وَلَا نِزَاعَ، وَهُوَ ثَابِتٌ بِالتَّوَاتُرِ وَالْإِجْمَاعِ.

''عدنان تک کوئی شک اور اختلاف نہیں، یہ تواتر اور اجماع سے ثابت ہے۔''

(الفُصول في السِّيرة، ص 21)

رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ عدنان تک متفقہ اور مسلمہ ہے۔ اس سے اوپر کے بارے میں کوئی قابل اعتماد ثبوت نہیں۔

سوال: کیا لمبی داڑھی کم عقلی کی علامت ہے؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

يَقُولُونَ مَنْ كَانَ طَوِيلَ اللِّحْيَةِ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَقْلٌ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ مَرْثَدٍ طَوِيلَ اللِّحْيَةِ وَافِرَ الْعَقْلِ.

''(بعض نا ہنجار) لوگ (بطور محاورہ) کہتے ہیں کہ جس کی ڈاڑھی لمبی ہو، اس میں عقل کی کمی ہوتی ہے، جبکہ میں نے علقمہ بن مرثد رحمہ اللہ کو دیکھا، آپ کی ڈاڑھی لمبی تھی اور انتہائی عقل مند تھے۔''

(الثّقات لابن حبان: 162/9، وسندہٗ حسنٌ)

ڈاڑھی کے حوالے سے یہ باتیں بطور محاورہ کہی جاتی تھیں۔ جبکہ شرع میں اس محاورہ کی تائید نہیں، محاورے لوگوں کے منہ کی باتیں ہیں، ان کا قرآن وحدیث اور عقل وفطرت کے موافق ہونا ضروری نہیں۔ اس لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس محاورہ کو دلیل کے ساتھ غلط ثابت کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ لمبی ڈاڑھی عقل کی کمی کی دلیل ہے، بے دلیل ہے۔

سوال: مُقَدِّمَةٌ فِي أُصُولِ التَّفْسِيرِ لِشَيْخِ الْإِسْلَامِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اُصول تفسیر کے بارے میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) کا

یہ مختصر رسالہ انتہائی مفید اور بنیادی ہے۔

۞ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''اُصول تفسیر کے موضوع پر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا شہرہ آفاق رسالہ ہے، جو اپنے اختصار کے باوجود نہایت جامع اور مباحث کے لحاظ سے بے حد مفید ہے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''الاتقان'' میں جا بجا اس کے حوالے دیے ہیں اور سچی بات یہ ہے کہ ''تفسیر کے اُصول'' اپنے لفظی معنی میں اسی رسالے کے اندر بیان ہوئے ہیں، جو اُصول علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس میں بیان فرما دیے ہیں، اگر ان کی رعایت کر لی جائے، تو تفسیر قرآن کے معاملے میں گمراہی سے بالکل امن ہو جاتا ہے۔''

(تبصرے، ص470)

سوال: مسند ابی حنیفہ کے بارے میں محدثین کی کیا رائے ہے؟

جواب: مسند ابی حنیفہ نامی کتاب کو محدثین اور اہل فن نے قبول نہیں کیا۔

۞ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا مُسْنَدُ أَبِي حَنِيفَةَ، فَظَاهِرٌ أَنَّ عُلَمَاءَ الْحَدِيثِ، وَأَكَابِرَ هٰذِهِ الصَّنْعَةِ، لَا يَقْبَلُونَهٗ أَلْبَتَّةَ، وَأَيْضًا، فَأَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَمْ يَسْتَقِلْ بِجَمْعِهٖ، وَإِنَّمَا أَصْحَابُهٗ لَمَّا شَاهَدُوا كِتَابَ الْمُوَطَّإِ لِمَالِكٍ، وَكِتَابَ الْمُسْنَدِ لِلشَّافِعِي، تَكَلَّفُوا جَمْعَ ذٰلِكَ الْمُسْنَدِ لَهٗ.

''''مسند ابی حنیفہ'' کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ محدثین اور فن حدیث کے

ماہرین نے اسے بالکل بھی قبول نہیں کیا، نیز یہ بات بھی ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے خود اس کتاب کو جمع نہیں کیا، بلکہ جب حنفی اصحاب نے دیکھا کہ امام مالک رحمہ اللہ کی ''موطا'' ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کی ''مسند'' ہے، تو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب کر کے مسند جمع کر دی۔''

(مَناقب الإمام الشّافعي، ص 226)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت بیان کریں؛

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان، (ظالم) بادشاہ اور درندوں کے شر سے بچنے کے لیے یہ دعا سکھائی:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِي وَدِينِي، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ أَعْطَانِي رَبِّي، بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ، بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ، وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّي، لَا أُشْرِكُ بِهٖ أَحَدًا، أَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ، الَّذِي لَا يُعْطِيهُ أَحَدٌ غَيْرُكَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، اجْعَلْنِي فِي عِيَاذِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سُلْطَانٍ، وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَحْتَرِسُ بِكَ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ كُلِّ ذِي شَرٍّ خَلَقْتَهٗ، وَأَحْتَرِزُ بِكَ مِنْهُمْ، وَأُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيَّ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا

أَحَدٌ﴾(الإخلاص)، وَمِنْ خَلْفِي مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَمِينِي مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَّسَارِي مِثْلَ ذٰلِكَ، وَمِنْ فَوْقِي مِثْلَ ذٰلِكَ .

(عمل اليوم والليلة لابن السني : 346)

جواب: اس کی سند سخت ضعیف ہے؛

① ابان بن ابی عیاش ''متروک وکذاب'' ہے۔ یہ باتفاق محدثین ضعیف ومتروک ہے۔ اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔

② بشر بن سلم کوفی کو امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 356/2)

اس حدیث کی دوسری سند (الدعا للطبرانی: ۱۰۵۹) مجہول راویوں کی بیان کردہ ہے۔

تنبیہ:

حجاج بن یوسف اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مابین مکالمہ اور حجاج کا سیدنا انس کے کندھوں پر دو شیر دیکھنا وغیرہ بے سند اور جھوٹا واقعہ ہے۔

سوال: میت کے لیے دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: تمام علما کا اجماع واتفاق ہے کہ میت کے لیے دعا کرنا مفید ونافع ہے، اس کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ دعا تدفین سے پہلے ہو، یا بعد، جنازہ سے پہلے ہو یا جنازہ کے بعد، انفرادی ہو یا اجتماعی، ہاتھ اٹھا کر ہو، یا ہاتھ اٹھائے بغیر، ہر صورت جائز ہے۔ اسی طرح تعزیت کرتے وقت دعا کی جا سکتی ہے، البتہ مروجہ دعا کا کوئی ثبوت نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا

الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾(الحشر : ۱۰)

''مہاجرین وانصار کے بعد ایمان لانے والے عرض کرتے ہیں: یارب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی بخشش فرما، جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے گئے، ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کینہ وبغض نہ رکھنا۔ ہمارے رب! تو بہت شفیق اور بے انتہا رحیم ہے۔''

بہت سی احادیث اس مفہوم پر دلالت کناں ہیں؛

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ .

''اللہ! بقیع غرقد والوں کی بخشش فرما۔''(صحیح مسلم : 947)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازے پر جب لوگ تعریف کررہے تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، تو فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، پہلے ایک جنازہ گزرا، اس کی تعریف کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، تو آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، فرمایا: آپ لوگوں نے جس کی تعریف کی تھی، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی مذمت کی تھی، اس

کے لیے جہنم واجب ہوگئی، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔''

(صحيح البخاري : 1367؛ صحيح مسلم : 949؛ واللّفظ لهٗ)

❀ ابواسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں مدینہ منورہ آیا، ان دنوں وہاں ایک بیماری پھیل چکی تھی، میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی، اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا کہ واجب ہوگئی، پھر تیسرا جنازہ نکلا، لوگ اس کی برائی کرنے لگے، آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ ابواسود دؤلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: امیر المومنین! کیا چیز واجب ہوگئی، فرمایا: میں نے وہی کہا ہے، جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس شخص کی اچھائی پر چار آدمی گواہی دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، ہم نے کہا: اگر تین گواہی دیں؟ فرمایا: تین پر بھی، پوچھا: دو؟ فرمایا: دو پر بھی، ہم نے یہ البتہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے تو؟''

(صحيح البخاري : 1368)

❀ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، زخموں کی تاب نہ لا سکے اور شہید ہو گئے، تو شہید ہوتے وقت اپنے ساتھی سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لیے دعا کی درخواست کرنا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، وضو کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ ...... اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ .

''اللہ! اپنے پیارے بندے ابو عامر کی بخشش فرما، ......اللہ! ان کو روز قیامت بہتوں پر فوقیت و برتری عطا فرمانا۔''(صحيح البخاري : 4323)

تعزیت کے لیے مجلس:

تعزیت کے لیے مجلس بنا کر بیٹھنا مکروہ ہے، کسی کے گھر اس غرض سے بیٹھ جانا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کریں، مناسب فعل نہیں۔ بیٹھنے کا عمل بہر صورت مکروہ ہے، خواہ مردوں کی طرف سے ہو، یا عورتوں کی طرف سے۔

یاد رہے کہ سوگ صرف قریبی عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے اسلام میں سوگ نہیں۔

(سوال): امام ابوالشیخ ابن حیان رحمہ اللہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان اصبہانی، ابوالشیخ رحمہ اللہ (۳۶۹ھ) اہل سنت کے زبردست ثقہ امام ہیں۔

علامہ محمد زاہد کوثری جرکسی (۱۳۷۱ھ) نے آپ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے:

ضَعَّفَهُ بَلَدِيُّهُ الْحَافِظُ أَبُو أَحْمَدَ الْعَسَّالُ، وَلَهُ مَيْلٌ إِلَى التَّجْسِيمِ .

''آپ رحمہ اللہ کو آپ کے ہم وطن حافظ ابو احمد عسال رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے، ابوالشیخ رحمہ اللہ عقیدہ تجسیم کی طرف مائل تھے۔''(التانيب، ص 69)

علامہ کوثری نے دو باتیں کی ہیں۔

① **امام ابوالشیخ مجسمہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔**

② **آپ کو حافظ ابو احمد محمد بن احمد بن ابراہیم عسال رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔**

دونوں باتوں میں کوئی سچائی نہیں۔امام ابوالشیخ رحمہ اللہ کو کسی نے فرقہ مجسمہ میں شمار نہیں کیا۔ بلکہ آپ رحمہ اللہ اہل سنت کے بڑے امام ہیں۔آپ کی کتب اس پر شاہد ہیں،خصوصاً آپ رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ''العظمۃ'' جو اہل سنت کے عقائد پر مبنی کتاب ہے۔

رہا حافظ ابواحمد عسال رحمہ اللہ کا ضعیف کہنا،تو یہ بے حقیقت بات ہے۔

① حافظ ابواحمد عسال رحمہ اللہ (۳۴۹ھ) امام ابوالشیخ رحمہ اللہ کے استاذ ہیں،استاذ اپنے شاگرد پر جرح کیسے کرسکتا ہے؟

② امام ابوالشیخ رحمہ اللہ اپنی کتاب طبقات المحدثین باصبہان والواردین علیہا میں اپنے استاذ ابواحمد عسال کی توصیف وتوثیق کرتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ شاگرد تو استاذ کی توثیق کرے اور استاذ شاگرد کی تضعیف کرے؟

③ جرح وتعدیل کی کتابوں میں حافظ ابواحمد عسال رحمہ اللہ کا قول نہیں ملتا۔

④ کسی بھی ثقہ عالم نے اس جرح کو اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیا۔

تنبیہ:

ابواحمد عسال رحمہ اللہ کا یہ قول کتاب الرد علی ابی بکر الخطیب میں موجود ہے۔

① یہ کتاب بے سند ہے۔

② حافظ ابن نجار رحمہ اللہ (۶۴۳ھ) کی طرف منسوب ہے۔ یہ آپ رحمہ اللہ کی تالیف نہیں،کسی جھوٹے نے حافظ خطیب کے رد میں کتاب لکھی ہے،جو حافظ ابن نجار رحمہ اللہ کے نام لگا دی گئی۔

③ آج تک کسی نے اسے ابن نجار رحمہ اللہ کی تصنیف میں شمار نہیں کیا۔

④ دراصل یہ کتاب ابوالفتح عیسیٰ بن ابی بکر بن ایوب حنفی (۶۲۴ھ) کی

طرف منسوب ہے۔

⑤ ابوالفتح حنفی اور امام ابواحمد عسال رحمہ اللہ کے مابین دوسو پچھتر (۲۷۵) سال کا فاصلہ ہے، امام ابواحمد عسال رحمہ اللہ تک سند موجود نہیں۔

الحاصل:

امام ابوالشیخ ابن حیان رحمہ اللہ پر امام ابواحمد عسال رحمہ اللہ کی جرح قطعا ثابت نہیں۔

سوال: کیا جنت میں حوروں کا وجود ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جنت میں بے شمار نعمتوں سے نوازے گا۔ ان میں سے ایک نعمت عظمیٰ ''حور عین'' بھی ہوگی۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا، تب سے حوروں کو بھی پیدا کیا۔ جس طرح جنت کو فنا نہیں، اسی طرح جنت کی نعمتوں کو بھی فنا نہیں۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) نقل کرتے ہیں:

اَلْحُورُ الْعِينُ لَا يَمُتْنَ عِنْدَ قِيَامِ السَّاعَةِ وَلَا عِنْدَ النَّفْخَةِ وَلَا أَبَدًا لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَهُنَّ لِلْبَقَاءِ لَا لِلْفَنَاءِ وَلَمْ يَكْتُبْ عَلَيْهِنَّ الْمَوْتَ، فَمَنْ قَالَ خِلَافَ هٰذَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ وَقَدْ ضَلَّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ.

''حور عین کو کبھی بھی موت نہیں آئے گی، نہ قیامت برپا ہونے پر اور نہ صور پھونکے جانے پر، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بقا کے لیے پیدا کیا ہے، نہ کہ فنا کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مقرر نہیں کی۔ جو اس کے خلاف کہتا ہے، وہ بدعتی ہے اور جادۂ مستقیم سے منحرف ہے۔''

(حادي الأرواح إلى بلاد الأفراح، ص 98)

قرآن کریم:

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ﴾(الدّخان : ٥٤)

''ہم ان کا نکاح موٹی خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿مُتَّكِئِينَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ وَّزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ﴾

(الطّور : ٢٠)

''جنتی برابر بچھے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم ان کا نکاح موٹی اور سرمائی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں مجاہد بن جبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنْكَحْنَاهُمْ حُورًا .

''ہم ان کا نکاح حوروں سے کر دیں گے۔''

(تفسير الطّبري :65/21، وسندهٗ حسنٌ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔احادیث اسی تفسیر کی تائید کرتی ہیں۔ مفسرین نے اس کا معنی یہ بھی کیا ہے کہ ہم انہیں ایک دوسرے سے ملا دیں گے۔

❁ علامہ ابن فارس رحمہ اللہ (۳۹۵ھ) فرماتے ہیں:

الزَّاءُ وَالْوَاوُ وَالْجِيمُ أَصْلٌ يَدُلُّ عَلٰى مُقَارَنَةِ شَيْءٍ لِشَيْءٍ .

''ز،و،ج حروف اصلی ہیں،جن کا معنی ہے؛ایک شے کو دوسری کے ساتھ ملانا۔''

(مَقاييس اللُّغة : 35/3)

یہ تفسیر پہلی کے خلاف نہیں ہے۔ جنتی مردوں کا حوروں سے نکاح بھی ہوگا اور انہیں ایک دوسرے کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ساتھ بھی نصیب ہوگا۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) نے دونوں تفاسیر کو جمع کر دیا ہے:

جَعَلْنَاهُمْ قَرِينَاتٍ صَالِحَاتٍ، وَزَوْجَاتٍ حِسَانًا مِّنَ الْحُورِ الْعِينِ .

''ہم نیک سیرت اور خوبصورت حوروں کو ان کا ساتھی اور بیویاں بنا دیں گے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 432/7)

❀ نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ، كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ﴾

(الصّافّات : ٤٨۔٤٩)

''اہل جنت کے پاس شرمیلی اور موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، گویا کہ چھپائے ہوئے انڈے ہوں (جنہیں کسی نے چھوا نہ ہو)۔''

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ، فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾

(الرّحمٰن : ٥٦۔٥٨)

''ان میں شرمیلی آنکھوں والی کنواری حوریں ہوں گی، جن سے پہلے کسی انسان یا جن نے ہم بستری نہیں کی ہوگی، تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، وہ حوریں گویا یاقوت و مرجان ہیں۔''

❀ نیز فرمایا:

﴿فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ، فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾(الرّحمٰن : ۷۰۔۷۲)

''ان میں نیک سیرت اور خوب صورت حوریں ہوں گی۔تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ حوریں خیمہ نشیں ہوں گی۔''

❁ مزید فرمایا:

﴿وَحُورٌ عِينٌ، كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ﴾(الواقعة : ۲۲۔۲۳)

''موٹی سرمائی آنکھوں والی حوریں، گویا وہ پوشیدہ سفید موتی ہیں۔''

احادیث:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، يُرٰى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ .

''ہر جنتی کی دو دو بیویاں ہوں گی، اتنی خوبصورت ہوں گی کہ ان پنڈلی کا گودا گوشت سے نظر آرہا ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 3245، صحيح مسلم : 2834)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَائَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا، وَلَنَصِيفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا .

''اگر جنت کی ایک عورت زمین کی طرف جھانک دے، تو زمین وآسمان کے مابین سب کچھ روشن ہو جائے اور سب کچھ معطر ہو جائے۔ اس کا دوپٹا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔''

(صحيح البخاري : 2796، صحيح مسلم : 1881)

❁ معجم اوسط طبرانی (۳۱۴۸، وسندہ جید) میں یہ الفاظ بھی ہیں:

لَتَاجُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا .

''اس حور کے سر کا تاج دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔''

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں داخل ہونے والی آخری شخص کے بارے میں فرمایا:

ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، فَتَقُولَانِ : الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا، وَأَحْيَانَا لَكَ .

''وہ (جنت میں) اپنے گھر میں داخل ہوگا، تو اس کی دو حور بیویاں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی: اللہ کا شکر کہ جس نے آپ کو ہمارے لیے اور ہمیں آپ کے لیے پیدا کیا۔''

(صحيح مسلم : 188)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ .

''اہل جنت کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔''

(صحيح البخاري : 3327، صحيح مسلم : 2834)

❁ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ : يُغْفَرُ لَهٗ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَيَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُوضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الوَقَارِ، اليَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الحُورِ العِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهٖ .

''اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کو چھ انعامات سے نوازا جاتا ہے؛ ① جان نکلتے ہی تمام گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ ② اس کا جنتی مسکن دکھا دیا جاتا ہے اور عذاب قبر سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ ③ حشر کی ہولناکیوں سے بے خوف وخطر ہو گا۔ ④ عزت ووقار کی تاج پوشی ہو گی، جس کا ایک ایک موتی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ ⑤ موٹی موٹی خوبصورت آنکھوں والی بہتر (۷۲) حوروں سے بیاہ دیا جائے گا۔ ⑥ ستر (۷۰) رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

(مسند أحمد : 131/4، سنن الترمذي : 1663، سنن ابن ماجه : 2299، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❁ ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

يُعْطَى الشَّهِيدُ سِتَّ خِصَالٍ عِنْدَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهٖ، يُكَفَّرُ عَنْهُ كُلُّ خَطِيئَةٍ، وَيُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ

الْعِينِ، وَيُؤَمَّنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيمَانِ.

''خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی شہید کو چھ اعزاز دیے جاتے ہیں؛ ① تمام گناہ مٹا دیے جاتے، ② جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، ③ حور عین کے ساتھ شادی کر دی جاتی ہے، ④ فزع اکبر (حشر کی ہولنا کیوں) سے محفوظ و مامون رہے گا، ⑤ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا، ⑥ ایمان کی پوشاک پہنائی جائے گی۔''

(مسند الإمام أحمد : 200/3، التاريخ الكبير للبخاري : 134/7، حسنٌ)

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا، إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ؛ لَا تُؤْذِيهِ، قَاتَلَكِ اللّٰهُ، فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُّفَارِقَكِ إِلَيْنَا.

''جب بھی دنیاوی بیوی اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے، تو اس کی حور بیوی کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے، تو اسے تکلیف مت دے، یہ تیرے پاس مہمان ہے، بہت جلد تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔''

(مسند أحمد : 242/5، سنن التّرمذي : 1174، سنن ابن ماجه : 2014، وسندهٔ حسنٌ)

❀ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح متصل'' کہا ہے۔

(سِيَر أعلام النّبلاء : 47/4)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَزْوَاجَ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُغَنِّينَ أَزْوَاجَهُنَّ بِأَحْسَنِ أَصْوَاتٍ سَمِعَهَا أَحَدٌ قَطُّ إِنَّ مِمَّا يُغَنِّينَ : نَحْنُ الْخَيِّرَاتُ الْحِسَانُ أَزْوَاجُ قَوْمٍ كِرَامٍ يَنْظُرْنَ بِقُرَّةِ أَعْيَانٍ وَإِنَّ مِمَّا يُغَنِّينَ بِهِ : نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا يُمِتْنَهْ نَحْنُ الْآمِنَاتُ فَلَا يَخَفْنَهْ نَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلَا يَظْعَنَّ .

''جنتی بیویاں اتنی خوبصورت آواز میں گیت گائیں گی کہ کسی نے اتنی سریلی آواز نہ سنی ہوگی۔ان کا نغمہ ہوگا:''ہم نیک سیرت اور خوبصورت عورتیں ہیں، معزز و مکرم لوگوں کی بیویاں ہیں، جنہیں وہ دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر لیتی ہیں۔'' وہ یہ بھی گنگنائیں گی:''ہم ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی موت نہیں آئے گی، ہم پرامن ہیں، ہم سے کوئی خوف نہیں، ہم یہیں رہیں گی، کوچ نہیں کریں گی۔''

(المُعجم الصّغير للطّبراني : 734، المُعجم الأوسط لهٗ : 4917، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ نَهْرًا طُولَ الْجَنَّةِ، حَافَّتَاهُ الْعَذَارٰى قِيَامٌ مُتَقَابِلَاتٌ، وَيُغَنِّينَ بِأَحْسَنِ أَصْوَاتٍ يَسْمَعُهَا الْخَلَائِقُ، حَتّٰى مَا يَرَوْنَ أَنَّ فِي الْجَنَّةِ لَذَّةً مِثْلَهَا، قُلْنَا : يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَا ذٰلِكَ الْغِنَاءُ؟ قَالَ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ التَّسْبِيحُ، وَالتَّحْمِيدُ، وَالتَّقْدِيسُ وَثَنَاءٌ عَلَى الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ .

''جنت کی لمبائی میں ایک دریا بہہ رہا ہوگا، جس کے دونوں کناروں کو دوشیزاؤں نے ڈھانپ رکھا ہوگا، وہ آمنے سامنے کھڑی ہوں گی اور انتہائی

خوبصورت آواز میں گا رہی ہو گی، جسے سب لوگ سن رہے ہوں گے، اس جیسی کوئی اور لذت جنتی جنت میں نہیں پائیں گے۔ (راوی کہتے ہیں:) ہم نے عرض کیا: اے ابو ہریرہ! وہ گیت کیا ہو گا؟ فرمایا: ان شاء اللہ وہ گیت اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید، تقدیس اور تعریف و ثنا پر مشتمل ہو گا۔''

(البعث والنُّشور للبيهقي : 383، وسندهٗ حسنٌ)

❁ مکحول شامی رحمہ اللہ (۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:

لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ؛ يَغْفِرُ اللّٰهُ ذَنْبَهٗ عِنْدَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ تُصِيبُ الْأَرْضَ مِنْ دَمِهٖ وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيمَانِ وَيُزَوَّجُ الْحُورَ الْعِينِ وَيُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيُؤَمَّنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَفَزِعِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

''اللہ کے ہاں شہید کے لیے چھ انعام ہیں؛ خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کو ایمان کا ایک حلہ پہنایا جاتا ہے، حور عین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے، جنت کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا اور اس کو عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے اور قیامت کے بڑے خوف سے اس کو امان دے دیا جاتا ہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 19467، وسندهٗ حسنٌ)

تنبیہ:

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا:

إِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ .

''آپ میں سے اکثر عورتیں جہنم کا ایندھن ہیں۔''

(صحيح البخاري : 978، صحيح مسلم : 885، واللّفظ لهٗ)

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءُ . ''جنت میں سب سے کم عورتیں ہیں۔''

(صحيح مسلم : 2738)

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کی جہنم میں کثرت ہوگی اور جنت میں قلت ہوگی۔ جبکہ دوسری احادیث میں ہے کہ ہر جنتی مرد کو دو دو بیویاں ملیں گی، اسی طرح شہید کو بہتر عورتیں ملیں گی۔ اس لحاظ سے تو جنت میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی، جبکہ دوسری احادیث میں ہے کہ جنت میں عورتیں کم ہوں گی اور جہنم میں زیادہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا کی عورتوں میں سے اکثر جہنم میں جائیں گی اور جنت میں کم جائیں گی، لیکن جنت میں حوروں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی، لہٰذا مجموعی طور پر جنت میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی، بہ نسبت مردوں کے۔ جبکہ دنیا والی عورتیں مردوں کی بہ نسبت جنت میں کم ہوں گی، بلکہ اکثریت جہنم میں ہوں گی۔

یوں جنت میں عورتوں کی اکثریت حوروں کی وجہ سے ہوگی اور جہنم میں عورتوں کی اکثریت دنیا والی عورتوں کی وجہ سے ہوگی۔